عہد نبوی و خلافت راشدہ کے معاہدات

اور ان کے اقلیتوں پر اثرات

تحریر: پروفیسر ثناء اللہ محمود

اسلام امن اور آشتی پھیلانے کے لئے دنیا میں آیا ہے اس کا مقصد دونوں جہانوں کی بھلائی ہے قرآن کریم کے مطالبے سے ایک بات خاص طور پر معلوم ہوتی ہے جسے قرآن نے دعا کی شکل میں لکھا ہے: ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاآخرة حسنة

یعنی اسلام دین ودنیا دونوں کی بھلائی چاہتا ہے(۱)

لہٰذا اسلام کے دائرہ کار میں قائم ہونے والی حکومت نظریہ توحید کے حوالہ سے پوری دنیا کے تعلقات یکساں ہونے، ساری انسانیت کی بہتری ساری دنیا میں امن کے قیام، ظلم کے خاتمے، اور اسلام کی رہنمائی اور قیادت میں دنیا کے باشندوں کی معاشی، سیاسی اور اجتماعی حقوق کی مساوات کے لئے کوشاں رہنے کی پابند ہے۔

اس سلسلہ میں سامعین کی توجہ اسلامی ابتدائی حکومت کے ان معاہدوں کی جانب کرانا چاہتا ہوں جو اسلامی حکومت نے اپنے عہد میں بعض سیاسی اور اجتماعی مقاصد ومفادات کے تحت کئے اور اس میں اپنے مسلم باشندوں اور غیر مسلم باشندوں کے حقوق ومساعی کے بارے مین خصوصی طور پر تعلقات باہمی اور اسلامی حکومت میں ان کی نقل وحرکت اور بود وباش اور دو مختلف حکومتوں کے آپس کے تعلقات کا ذکر کیا گیا۔ یہ بات خاص طور پر قابل وضاحت ہے کہ اسلامی حکومت ایک عالمگیر حکومت ہوتی ہے جس کے نظریات بھی عالمگیر ہوتے ہیں وہ اس حیثیت سے بین الاقوامی تعلقات کو بروئے کار لاتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اصل مقصد اور غایت یعنی نظریہ توحید کی حفاظت اور اشاعت سے دستبردار نہیں ہوتی۔ اس کی ایک مثال ان تمام معاہدوں کی پیشکش ہے جو قریش نے ابوطالب کے سامنے نبی کریم ﷺ سے کیں لیکن نبی کریم ﷺ نے یہ پیشکش یا کہیے کہ معاہدہ نامنظور فرما دیئے کیونکہ وہ اسلام کے اساسی مقاصد کے خلاف تھے(۲)

گورنمنٹ اسلامیہ آرٹس۔ کامرس کالج کراچی، ریسرچ اسکالر شعبہ قرآن و سنت، کراچی یونیورسٹی

البتہ جس معاہدہ کو اسلامی معاہدات کی بنیادی شکل قرار دیا جا سکتا ہے وہ معاہدہ ''میثاق فضول'' ہے جو کہ اگر چہ اسلامی عہد سے پہلے ہوا تھا لیکن رسول کریم ﷺ شریک تھے اس معاہدہ کی بنیادی شق یہ تھی کہ ہم شہر مکہ میں جس مظلوم کو دیکھیں گے اس کے حلیف بن کر ظالم سے لڑیں گے اور ظلم کی تلافی کرائیں گے چاہے وہ شخص مکے کا باشندہ ہو یا کوئی اور شخص ہو(۳)

یہ معاہدہ اس قدر پر اثر تھا کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ یہ معاہدہ مجھے سرخ اونٹوں کی دولت سے بھی زیادہ پیارا ہے اگر کوئی اسلام میں بھی اس قسم کے معاہدہ کی دعوت دیگا تو مجھے اسے قبول کرنے پر تیار دیکھے گا۔ یہاں یہ بات بہت اہم ہے کہ اس معاہدہ پر زمانہ جاہلیت میں زیادہ دیر تک عمل نہ ہو سکا لیکن مسلمان خلافت راشدہ کے بعد تک اس پر عمل پیرا رہے۔ انہوں نے وقت کے جبار ظالم انسانوں طاقتوں اور مملکتوں کی سازشوں کا مقابلہ کیا صرف اسلئے کہ امن قائم ہو انصاف بروئے کار لایا جائے انسانی حقوق تسلیم کئے جائیں اور ظالموں کو اس قدر بے بس کر دیا جائے کہ ان کے تاریخی مظالم کی تلافی کی جا سکے(۴) اسلامی دور میں اس کی بازگشت یوں سنائی دی کہ ایک مرتبہ گورنر مدینہ ولید بن عتبہ کا حضرت سیدنا حسینؓ سے حقوق کے معاملہ میں کوئی اختلاف ہوا تو حضرت حسین نے کہا یا تو میرا حق پورا کر دیا جائے ورنہ میں مسجد نبوی میں کھڑا ہو کر معاہدہ فضول کی دہائی دونگا۔ حاضرین نے ان کی تائید کی تو گورنر کو ان کا حق دینا پڑا۔(۵) بہر حال بنیادی بات کی وضاحت کے بعد میں غیر مسلموں سے کیئے گئے معاہدات اور ان کے مندرجات کا ایک زاویہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

غیر مسلموں سے پہلا معاہدہ

تاریخ اسلام کا سب سے پہلا معاہدہ جو غیر مسلموں سے ہوا وہ معاہدہ جہینہ ہے۔ یہ قبیلہ مدینہ منورہ سے چند منزل دور تھا ان سے معاہدہ یہ ہوا کہ قبیلہ دونوں فریقوں (مسلمانان مدینہ اور مشرکین مکہ) سے برابر کے تعلقات رکھے گا اور غیر جانبدار رہے گا۔

دوسرا معاهده

دوسرا معاہدہ قبیلہ بنو ضمرہ سے ہوا غزوہ ودان کے وقت ہوا اس کے مندرجات یہ تھے۔

ا۔ ان کا مال اور جان امن میں رہیں گے

۲۔ حملہ آور کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی

۳۔ بنو ضمرہ خدائی مذہب کے خلاف محاذ قائم نہیں کریں گے

۴۔ جب بھی انہیں مدد کے لئے بلایا جائے گا لبیک کہیں گے (۷)

یہ دو معاہدے بالکل ابتدائی دور کے معاہدے ہیں جن میں دو باتیں بالکل واضح ہیں ا۔ قیام امن کا اصلی مقصد اسلامی معاہدوں کا بنیادی مقصد "نظریہ توحید کے پرچار اور حفاظت" کے مطابق ہونا۔ یہ معاہدے اس نوعیت سے بھی منفرد ہیں کہ یہ لوگ اس وقت براہ راست اسلامی حکومت کے زیر نگیں نہ تھے بلکہ ان کی حیثیت ایک حلیف کی سی تھی۔

معاهده مدينه " ميثاق مدينه "

یہ معاہدہ اپنی نوعیت کا پہلا معاہدہ ہے جسمیں باضابطہ طور پر گویا ایک حکومت تشکیل پائی اور حکومت کے اصول وضوابط تیار ہوئے اور باقاعدہ ایک معاشرے کی تشکیل عمل میں آئی اس پورے ڈھانچے میں حضور اکرم ﷺ کو انصار اور یہود کے تینوں قبائل کے اتفاق سے سربراہ حکومت کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ حیہ ابن ہشام کے قول کے مطابق اس معاہدہ کے اہم نکات یہ تھے (۸)

ا۔ یہ معاہدہ آپ کی ایک تحریری دستاویز ہے جو مسلمانوں اور یثرب کے مسلمانوں کے اتحادی بن جانے والے لوگوں کے درمیان طے پایا ہے یہ لوگ لڑائی کے محاذ پر مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔

۲۔ خون بہا کا سابقہ قانون وہی باقی رہیگا تمام فریق اس معاملہ پر عدل و انصاف پر قائم رہیں گے۔

۳۔ جو مسلمان امن شکنی کرے فتنہ و فساد برپا کرے قابل اعتراض طریقہ اختیار کرے سرکشی کرے تو دوسرے مسلمان اس کا ساتھ نہ دیں گے ایسے مسلمان کو سب مل کر سزا دیں گے چاہے وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو

۴۔ مسلمان مسلمان کے مقابلہ میں کافر کی مدد نہ کریگا بلکہ جنگ کی صورت میں تعاون سے کام لیں گے مسلمان کی صلح ایک ہوگی کوئی مسلمان اپنے طور پر اکیلا کسی طاقت سے صلح نہیں کرے گا

۵۔ جو یہود مسلمانوں کے اتحادی رہیں گے انہیں مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور مسلمان اپنے مذہب کے سلسلہ میں آزاد ہونگے بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے اجتماعی نظام میں داخل سمجھے جائیں گے یہی حکم دوسرے قبائل کا بھی ہے۔ ٦۔ یہ معاہدہ تمام مسلمانوں کا متفقہ ہے کسی مسلمان کو اس سے عدول کرنے کی اجازت نہیں ہے فریقین اختلاف کی صورت میں اللہ اوراس کے رسول کی طرف رجوع کریں گے۔

۷۔ فریقین ایک دوسرے کے ہمدرد اور معاون ہونگے آپس میں سچا مشورہ دینے والوں کی طرح رہیں گے بشرطیکہ معاملہ جائز ہو۔

۸۔ ہر مظلوم کی مدد کریں گے ظالم اپنے ظلم کا خود ذمہ دار ہوگا

۹۔ فریقین کے لئے مدینہ جائے امن ہے مدینہ کے مقامی (مہاجر، انصار اور یہود) اور غیر ملکی مسافر سب کو امن ہوگا۔ یہاں قتل کرنا اور فساد پھیلانا حرام ہوگا

۱۰۔ خارجی تعلقات قائم کرنے کیلئے رسول اکرم ﷺ سے اجازت لینا ہوگی

۱۱۔ کسی تیسرے فریق سے صلح وہی معتبر سمجھی جائے گی جسمیں دونوں فریق (مسلمان اور یہود) شریک ہوں۔ مذہبی جنگ اس سے مستثنٰی ہوگی۔

یہ معاہدہ خود بلاتبصرہ خود اپنی زبان سے کیا کچھ کہ رہا ہے ایسی قوم جسے قرآن کریم ظالم گنہگار، جھوٹی، سود خور، ناحق مال کھانے والی قوم گردانتا ہے اس سے یہ معاہدہ کیا گیا تھا۔ انہوں نے اس معاہدہ کی پاسداری نہ کی بار بار عہد شکنی کرتے رہے مسلمان انہیں رعایتیں دیتے رہے۔ مسلم خواتین سے دست درازی، مسلمان کا قتل نبی کریم ﷺ پر قاتلانہ حملے، جاسوسی، دشمنوں سے ساز باز جنگ میں ان کا ساتھ دینے پر بھی مسلمانوں نے ان کے اکثر قبائل کو رعایت دیکر چھوڑ دیا اور صرف علاقہ بدری پر ہی اکتفا کیا اور اگر ایک قبیلہ کو حد سے زیادہ سرکشی پر جب ان کے کھلے عام اسلحہ نکال کر مسلمانوں کے خلاف نکل آنے پر جب قتل کیا گیا تو ان کا مال خواتین بچوں اور بوڑھوں کو قید بھی نہیں کیا گیا بلکہ سب کو زندہ سلامت وہاں سے روانہ کر دیا گیا۔ اس معاہدے میں بھی اکثر شرطیں اسلام کے اساسی نظریئے کی حفاظت کی شرط پر مبنی ہیں جسمیں نظریہ کی حفاظت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے جان و مال کے تحفظ کو بھی شرط قرار دیا گیا ہے اور اس بات میں تو کوئی کلام ہی نہیں ہے کہ غیر مسلموں کو جان و مال کی معاہدہ شکنی کے باوجود تحفظ دیا گیا۔

معاھدہ حدیبیہ اور اس کی شکل

سب سے پہلے تو کفار مکہ کی جانب سے لشکر کی تیاری پر نبی کریم ﷺ کا افسوس کرنا مسلمانوں کی جنگ سے ناپسندیدگی کو ظاہر کرتا ہے دوسرے یہ کہ کفار کے طرف سے یکے بعد دیگرے چار سفیروں ۱۔ بدیل بن ورقاء ۲۔ مکرز بن حفص ۳۔ حیس بن علقمہ ۴۔ عروہ بن مسعود ثقفی ، کی آمد مطمئن ہو کر جانا پھر مسلمانوں کے سفیر حراش بن امیہ پر کفار مکہ کے تشدد اور قتل کی کوشش اور پھر حضرت عثمانؓ کو روک لینے پر مسلمانوں کے اشتعال بیوت انتقام کے باوجود نبی کریمؐ کی صلح پر آمادگی یہ سب غیر مسلموں سے حسن سلوک، ان پر رحم کرنے اور ان کو جنگ سے بچانے کی کوشش کا منہ بولتا ثبوت ہے اور پھر ثنیۃ المراۃ میں یہ فرمان کہ: آج قریش مجھ سے صلح رحمی کے جو حقوق مانگے گے وہ ضرور دوں گا (۹) اور پھر معاہدہ صلح کا عام مسلمانوں کے راضی نہ ہونے کے باوجود یہ صلح جو ہونے وفا شعار اور رحمت للعالمین ہونے کا یقینی ثبوت ہے۔

معاہدہ میں دس سال جنگ نہ کرنے، حلیفوں کی تعداد بڑھانے پر عدم اعتراض بلا ضرورت چلے آنے والے کو واپس کردینے اور چلے جانے والے کو واپس نہ کرنے بظاہر کمزور اور دباؤ رکھنے والی شقوں کے اندراج پر اتفاق کرنا، غیر مسلموں سے تعلقات کا اس سے بہتر نمونہ تو کوئی پیش نہیں کیا جاسکتا (۱۰) حالانکہ حضرت علیؓ اور حضرت عمر جیسے دو بہادر اور نامور شخصیات اور اسلامی فوج کے کمانڈر اس صلح کے خلاف تھے اس دوران میں ایک واقعہ اور نکتہ پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ۔

اس معاہدہ کے دوران جب کہ ابھی دستخط نہیں ہوئے تھے ایک مسلماں ابو جندل نامی شخص جو اس سفیر سہیل بن عمرو کے بیٹے تھے وہاں بھاگتے ہوئے آپہنچے اور سفیر مکہ کے مطالبہ پر انہیں واپس کردیا گیا۔ مگر یہ کچھ عرصے بعد پھر بھاگ کر پہاڑوں میں روپوش ہوگئے اور ایک صحابی ابو بصیرؓ بھی مکہ سے بھاگ کر ان کے ساتھ مل گئے اور پھر ان دونوں نے گوریلا کاروائیاں شروع کردیں گزرنے والے مکہ کے قافلوں پر شب خون مارتے اور خوب مالی نقصان کرتے مکہ والوں نے نبی کریم ﷺ سے ان کو گرفتار کرنے کی گذارش کی مگر آپ نے انکار کردیا اور یہ کہا کہ یہ دونوں آپ کے دشمن ہیں میں معاہدہ کی بنیاد پر انہیں رکھ نہیں سکتا اور نہ ہی ان کے خلاف کاروائی کروں گا (۱۱) اس سے تو یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ غیر مسلموں سے ان کے ہاں سے بھاگ آنے والے مجرموں کی تحویل کا معاہدہ کرنا تو درست ہے لیکن مسلمان کو جو کافر حکومت کا باغی ہو گرفتار کر کے دینا مسلمان

کی ذمہ داری نہیں اور نہ ہی مسلمانوں کا شیوہ ہے۔ مسلمان حکومتوں کو کہہ دینا چاہئے کہ آپ اپنے خلاف لڑنے والے باغیوں کو خود گرفتار کریں ہم گرفتار کر کے نہیں دیں گے۔

معاہدہ تبوک

غزوہ تبوک سے کون واقف نہیں اتنی بڑی تیاری اور لمبا سفر لیکن وہاں کا حکمراں خود حاضر ہو گیا اور صلح کی درخواست کی تو وثیقہ لکھ کر صلح فرمائی معاہدہ کی شقیں یہ تھیں (۱۲)

''یہ وثیقہ امن اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری پر لکھا گیا ہے یمنہ بن رویہ اور ایلہ سے شہری ان کا بحری بیڑہ، ان کے سیاح، مسافر چاہے بحری ہوں یا خشکی پر، اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے امن میں ہیں اور اس امن میں شام اور یمن کے وہ لوگ بھی داخل ہیں جو ان کے حلیف ہیں۔ ان لوگوں کو بحری اور خشکی کے راستوں سے گزرنے کا حق حاصل ہوگا اور وہ ہر چشمے پر پڑاؤ ڈال سکیں گے۔''

بنو ثقیف سے صلح

یہ قبیلہ سرکش تھا اس نے اسلامی سفیر حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کو قتل کر کے شہید کر دیا تھا جب یہ سرکش قاتل صلح پر آئے تو ان کی چند شرائط منظور کر کے ان کے معاش اور اقتصادیات کو محفوظ کرتے ہوئے معاہدہ لکھا گیا۔

۱۔ مسلمان ثقیف کے علاقے میں نہ گھاس کاٹیں گے نہ لکری اور نہ ہی یہاں کے جانوروں کا شکار کریں گے۔ جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے گا اس کو سزا دی جائے گی اور جو شخص حد سے بڑھے گا اس کو دربار رسالت میں پیش کیا جائے گا یہ اللہ کے رسول کا حکم ہے جو اس سے سرتابی کرے گا وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا (۱۳) اسی طرح آپؐ کے تربیت یافتہ ساتھی اور خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروقؓ نے جب بیت المقدس فتح کیا تو جو معاہدہ منظور ہوا اس کی خاص شق یہ تھی کہ ۱۔ بیت المقدس کے باشندوں کے لئے امان ہے اور یہ امان جان مال، گرجا، صلیب، تندرست اور بیمار اور القدس کے تمام مذاہب کے پیرو کار افراد کے لئے ہے گرجاؤں پر قبضہ نہیں کیا جائے گا نہ ہی ان کو منہدم کیا جائے گا اور نہ ہی ان کی صلیبیں اور ان کے مال میں کچھ کمی کی جائے گی نہ ان کے مذاہب کے متعلق کسی قسم کا جبر کیا جائے گا اور نہ ان کے اوپر کسی قسم کا تشدد کیا جائے گا۔ (۱۴) بہر حال ان تمام معاہدات میں جو چیز واضح ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے جب بھی صلح کی ہے غیر مسلموں سے

کوئی معاہدہ کیا ہے ان تمام میں بنیادی شق یہی تھی مسلم نظریئے پر کسی قسم کی کوئی آنچ آنے نہیں دیجائے گی جہاں غیر مسلموں کے حقوق اور ان کی جان و مال کا تحفظ دیا گیا مسلمانوں کے افراد کے ساتھ وہ لوگ برتاؤ جان و مال کے تحفظ کا ہی رکھیں گے (۱۵) لہٰذا کوئی بھی ایسا نظریہ جس میں اسلامی نظریہ کو دباؤ میں رکھا جائے یا اس کی حفاظت و ترویج کی اساسی مقصد کو مدنظر نہ رکھا جائے تو یہ تاریخ اسلامی کہ ان معاہدات کی تصویر نہ ہوگا خلاف تصور کیا جائے گا (الا یہ کہ شکست کی صورت ہو)

خلاصہ کلام

لہٰذا ایسے معاہدات سے اول تو یہ کہ سیاسی شناخت اور اساسی و بنیادی مقصد کو حفاظت نصیب ہوئی وہیں غیر مسلموں کو اسقدر محبت و تحفظ دی گئی کہ

۱۔ان پر دین کے معاملہ میں جبر نہیں کیا گیا کہ وہ اسلام ضرور قبول کریں

۲۔ان کے معاملات کا فیصلہ ان ہی کے قانون کے مطابق کیا گیا جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا گویا قومی خودمختاری کی شکل حاصل ہوگئی تھی۔

۳۔مسلمان پر جہاد فرض ہوا مگر اسلامی حکومت میں رہنے والے غیر مسلموں کو اسمیں شمولیت پر مجبور نہیں کیا گیا

۴۔مسلمان جہاد کرتے ملکی سرحدوں کی حفاظت کرتے اور لوگوں کو امن و امان کی دولت ملتی

۵۔اس لئے ان پر معمولی سا جزیہ جو کہ دوسری اقوام میں بھی جاری تھا نافذ کیا گیا جس کی مقدار پورے سال کی محض دس دن کی غذا کے برابر تھا

۶۔غیر مسلم سفیر بھی بھیجے گئے عمرو بن امیہ ضمری مسلمان ہونے سے پہلے مسلمانوں کے سفیر بنے

۷۔غیر مسلموں کی عیادت خود مسلم سربراہ حکومت کیا کرتا تھا جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کے لئے جانے کی بے شمار مثالیں ہیں

۸۔غیر مسلم جنازوں کا احترام کیا جاتا، تا کہ ہمدردی کا اظہار ہو۔

لہٰذا اس تمام رواداری کا نتیجہ یہ نکلا کہ

۱۔مسلمانوں کی خانہ جنگیوں میں غیر مسلم شہری کبھی کسی طرف شریک نہ ہوئے غیر جانبدار رہے

۲۔نہ انہوں نے کبھی بغاوت کی اور نہ کبھی ایسا سوچا

۳۔ قیصر روم کے بھڑکانے پر بھی یہ جواب دیدیا کہ یہ ہمارے مذہب کے مخالف حکمران تم جیسے ہم مذہب حکمرانوں سے بہتر ہیں اس طرح کے جوابات کروسیڈ سے پہلے تک مختلف غیر مسلم حکمراں ان غیر ملکی شہریوں (ذمیوں سے) سے سنتے رہے، حضرت عمرؓ کے دور کے ایک عیسائی نے اپنے دوسرے شہر کے ہم مذہب لوگوں کو یہ خوش خبری پہنچائی کہ آجکل ایک قوم ہمارے حاکم بن گئی ہے لیکن وہ ہم پر ظلم نہیں کرتی اس کے برخلاف وہ ہمارے گرجاؤں اور عبادت خانوں کی مدد کرتے ہیں(۱۶)

بہرحال اس حسن سلوک کی گواہی پوری تاریخ ہے جو کسی مسلمان نے لکھی ہو یا غیر مسلم نے سب ہی یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ جو حقوق اقلیتوں کو اسلام نے دیے جو حفاظت اقلیتوں کی اسلام نے کی کسی اور مذہب یا کسی اور نظام نے نہیں کی

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اور حق کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمدالله رب العالمين

فری بک بینک میں کتابیں عطیہ کر کے صدقہ جاریہ کی سعادت حاصل کریں

قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج میں کتاب کلچر کو فروغ دینے اور نادار طلباء کو ایک سال کے لئے مفت نصابی کتب کی فراہمی کے لئے فری بک بینک کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے اسمیں نصابی و غیر نصابی دونوں قسم کی کتابیں رسائل واخبارات ومجلات عطیہ کیئے جاسکتے ہیں جنھیں آپ کے نام سے محفوظ رکھا جائے گا اس میں نئی و پرانی کتب جمع کرا کر صدقہ جاریہ کی سعادت حاصل کی جاسکتی ہے

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی　و　پروفیسر توفیق احمد
پرنسپل　لائبریرین

قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد، قاسم آباد